کتاب نما

قرآن مجید کا عربی اردو لغت: ڈاکٹر محمد میاں صدیقی۔ ناشر: مقتدرہ قومی زبان، ۳۔ایچ، سلیمان پلازا، ستارہ مارکیٹ، جی سیون مرکز، اسلام آباد۔ صفحات: ۶۵۶۔ قیمت: ۱۹۰ روپے۔

اردو زبان میں قرآن مجید کی تسہیل و تفہیم کے لیے جو متنوع کوششیں کی گئی ہیں، ان میں تراجم و تفاسیر کے ساتھ ساتھ قرآنی الفاظ پر مبنی کتب لغت کی ترتیب و تدوین بھی شامل ہے۔ امام راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) کی "مفردات غرائب القرآن" اور علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) کی "الاتقان فی علوم القرآن" قرآنی کتب لغت میں کلاسیک کا درجہ رکھتی ہیں اور دونوں کے تراجم اردو میں موجود ہیں۔ ان کے علاوہ مولانا عبدالرشید نعمانی اور سید عبدالدائم جلالی کی چھ جلدوں پر محیط "لغات القرآن"، قاضی زین العابدین میرٹھی کی "قاموس القرآن"، جناب غلام احمد پرویز کی "لغات القرآن" اور مولانا محمد حنیف ندوی کی نامکمل "لسان القرآن" اہل علم و فضل کی ضرورتیں پوری کر رہی ہیں۔ یہ تمام کتب لغت، قرآنی الفاظ کے مادہ کو بنیاد بنا کر ترتیب دی گئی ہیں، مگر وہ قاری جو عربی زبان سے آگاہ نہیں، اس کے لیے بعض اوقات ان کتب لغت سے استفادہ آسان نہیں۔ اس لیے یہ ضرورت کافی عرصے سے محسوس کی جا رہی تھی کہ کالجوں کے طلبہ و طالبات اور جدید پڑھے لکھے، مگر عربی زبان سے ناواقف، لوگوں کے لیے قرآن مجید کا ایک ایسا لغت مرتب کیا جائے جس میں قرآن کے تمام الفاظ اسی شکل میں شامل کیے جائیں، جس طرح وہ قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں۔

علوم قرآن پر وسیع نظر رکھنے والے عالم دین اور متعدد کتابوں کے مولف ڈاکٹر محمد میاں صدیقی ہمارے شکریے کے مستحق ہیں کہ انھوں نے زیرنظر لغت ترتیب دے کر یہ ضرورت پوری کی ہے۔ اس لغت میں متعدد خصائص پائے جاتے ہیں۔ ہر لفظ پر مکمل اعراب لگائے گئے ہیں اور اس سلسلے میں قرآن مجید کے متن سے مکمل مطابقت رکھی گئی ہے۔ اگر قرآن مجید میں کوئی اسم مجرور آیا ہے تو اسے یوں ہی نقل کیا گیا ہے۔ الفاظ کی صرفی و نحوی تشریح کی گئی ہے اور بنیادی مادے کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ واحد کی صورت میں جمع بتائی گئی ہے اور جمع کی صورت میں واحد لکھ دیا گیا ہے۔ ترجمے میں مستند

اور راسخ العقیدہ علما کی پیروی کی گئی ہے۔ اختلافی اور شاذ مفہوم دینے سے اجتناب برتا گیا ہے۔ قرآن مجید میں بعض الفاظ سیاق و سباق کے اعتبار سے مختلف مفہوم میں استعمال ہوئے ہیں۔ ایسے الفاظ مکرر درج کیے گئے ہیں اور آیت کے حوالے کے ساتھ وہ معنی دیے گئے ہیں جو اس مقام پر مقصود ہیں۔ ہر لفظ کے ساتھ حوالہ دیا گیا ہے کہ یہ قرآن کی کس سورہ اور کس آیت میں یہ آیا ہے۔ بعض الفاظ قرآن مجید میں تکرار کے ساتھ استعمال ہوئے ہیں' ان کے لیے صرف دو حوالے دینے پر اکتفا کیا گیا ہے' ورنہ ضخامت بہت زیادہ بڑھ جاتی۔

یہ لغت سفید کاغذ پر مناسب کتابت کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ مضبوط اور خوب صورت جلد سے مزین ہے۔ کتابت کی صحت کا اہتمام کیا گیا ہے' تاہم اکا دکا اغلاط رہ گئی ہیں۔ (اختر راہی)

اقبال اور ظفر علی خاں 'جعفر بلوچ۔ ناشر: اقبال اکادمی پاکستان' شارع ایوان اقبال' لاہور۔ صفحات: ۲۸۶۔ قیمت: ۱۳۰ روپے۔

برعظیم ہند و پاکستان کی سیاسی اور شعری و ادبی تاریخ میں علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خاں کا شمار نمایاں اکابر میں ہوتا ہے۔ پروفیسر جعفر بلوچ کی زیر نظر تصنیف کا بنیادی محرک ان کا یہ احساس ہوا کہ: "ان محسنین ملت کی تابندہ حیات و فتوحات اور ان کے درخشندہ احوال و آثار کے مسلسل و مکرر مطالعے سے ہم اپنی قومی زبان کو از سرنو مضبوط و محکم بنا سکتے ہیں"۔ (دیباچہ)۔

ابواب کے عنوانات: (علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خاں: اشتراک فکر و عمل کے چند پہلو۔ تحریک آزادی اور اقبال و ظفر' ۱۹۳۷ تک۔ اقبال و ظفر اور قیام پاکستان۔ اقبال و ظفر: معاملات من و تو) سے کسی حد تک اس کتاب کی نوعیت سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

مصنف نے طرابلس و بلقان کی جنگوں' علم الدین شہید' کشمیر' فلسطین اور قادیانیت اور بیسیوں دوسرے امور و مسائل پر اقبال و ظفر کے ہاں اشتراک فکر و عمل کی تفصیل کے ساتھ طریق انتخاب' سائمن کمیشن اور نہرو رپورٹ پر اختلافات کا ذکر بھی نہایت وضاحت سے کیا ہے۔ علامہ اقبال کی دانست میں سائمن کمیشن سے مقاطعہ مسلمانوں کے لیے مفید نہ تھا' مگر ظفر علی خاں کا نقطہ نظر' علامہ سے مختلف تھا۔ چنانچہ انھوں نے "زمیندار" میں اقبال کے خلاف ایک نظم لکھ ماری:

کاٹ لی پنجاب کی ناک آپ اپنے ہاتھ سے
آبرو ملت کی کھو دی کس نے؟ سر اقبال نے

اور:

ع: قوم کی نیا ڈبو دی کس نے؟ سر اقبال نے

بعد ازاں طبیعت کا جوش ٹھنڈا ہوا تو ظفر علی خاں اس نظم کو "بہارستان" میں شامل کرتے وقت اس کی ردیف بدل کر "لیڈران قوم" کر دی۔ (ص ۱۱۲)۔ اقبال اور ظفر علی خاں میں باہم بے تکلفی تھی۔ ۱۹۱۱ میں "زمیندار" میں کسی صاحب کی معمولی درجے کی اور کمزور منظومات چھپ رہی تھیں۔ اقبال کہنے لگے: "ظفر علی خاں' آپ کے اخبار میں کان پور کے فلاں صاحب کی جو لمبی لمبی نظمیں چھپتی ہیں' بعض اوقات خیال آتا ہے کہ تھرڈ کلاس کا ٹکٹ لوں اور کان پور پہنچ کر ان کے پیٹ میں چھرا گھونپ دوں۔ پھر سوچتا ہوں کہ اس شخص کو ختم کرنے کے لیے کان پور تک تھرڈ کلاس کا کرایہ خرچ کرنا بھی روپے کا ضیاع ہو گا" (ص ۸)۔ اس طرح کی ہلکی پھلکی شگفتہ باتوں کے ساتھ' زیر نظر کتاب میں سیاسی' دینی اور ملی اہمیت کے مسائل پر سنجیدہ بحثیں بھی ملتی ہیں' مباحث و محتویات کے تنوع نے کتاب کو دلچسپ بنا دیا ہے۔

پروفیسر بلوچ نے زیر تحقیق موضوع پر قدیم رسائل و جرائد اور کتابوں کا ایک وسیع سلسلہ ماخذ کھنگال کر لوازمہ فراہم کیا ہے۔ ان کی محنت و عرق ریزی کی داد نہ دینا بے انصافی ہو گی۔ اقبال و ظفر کے موضوع پر اب شاید ہی کوئی نکتہ اوجھل رہ گیا ہو--- اندازہ ہوتا ہے کہ جناب مصنف' اقبال و ظفر کی فکری راستی اور دینی بصیرت و حمیت سے بھی فیض یاب ہوئے ہیں۔ ایک جگہ انھوں نے پتے کی بات کہی ہے کہ قادیانیت یا مرزائیت کے لیے (بہ شمول اقبال) بعض مسلم اکابر نے جو "احمدیت" کی اصطلاح استعمال کی ہے وہ بالکل غلط اور ایک طرح کا سہو ہے۔ "احمدی" کا اطلاق رسول ہاشمیؐ پر ایمان رکھنے والوں کے لیے ہو گا۔ کوئی ایسا شخص "احمدی" کہلانے کا مستحق نہیں جو لانبی بعدی پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ متنبی قادیان مرزا غلام احمد کی امت و ذریت نے کمال عیاری اور غداری سے خود کو "احمدی" کہلانا شروع کر دیا۔ غلام احمد کے پیروکاروں کو "مرزائی" "غلام احمدی" یا "قادیانی" کہنا چاہیے' نہ کہ "احمدی" — (ص ۵۹)۔ تبصرہ نگار کی رائے میں مصنف کی یہ بات بہت اہم اور توجہ طلب ہے۔

دیباچے میں "تقابلی مطالعے کے زریں سلسلے" کے ضمن میں بلوچ صاحب نے 'رومی' حافظ' محمد علی جوہر' سلیمان ندوی' اور صوفی تبسم کا ذکر کیا ہے۔ یہاں "اقبال اور مودودی" کا ذکر رہ گیا۔ حالانکہ اس موضوع پر تقابلی مطالعے دیگر اکابر کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہوئے ہیں' مثلاً: "اقبال اور مودودی" (ابوراشد فاروقی۔ لاہور ۱۹۷۷)۔ "اقبال اور مودودی کا تقابلی مطالعہ" (عمر حیات غوری۔ دہلی' ۱۹۸۱۔ لاہور ۱۹۸۲)۔ "نوائے مشرق" (سعید احمد۔ دہلی' ۱۹۸۱۔ کراچی ۱۹۸۶)۔ "علامہ اقبال اور سید مودودی: افکار و نظریات کا تقابلی مطالعہ" (وسیم احمد فاروقی۔ لاہور ۱۹۸۸)۔

بلاشبہ جعفر بلوچ کی یہ کتاب اقبالیات میں ایک اہم اور وقیع اضافہ ہے۔ اقبال اکادمی نے ایک

دلچسپ موضوع پر ایک اچھی علمی تحقیقی کتاب کو قابل اطمینان معیار پر شائع کیا ہے - ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ پروف خوانی بہت توجہ سے کی گئی ہے مگر اشاریے کی عدم موجودگی 'کتاب کا ایسا علمی و اشاعتی عیب ہے ' جس کی کوئی توجیہ نہیں کی جا سکتی ' بس افسوس ہو سکتا ہے--- سرکاری اداروں کی مطبوعات ' تجارتی ناشرین کے مقابلے میں کم قیمت ہوں ' تو انھیں قارئین کا نسبتاً وسیع تر حلقہ میسر آ سکتا ہے - (رفیع الدین ہاشمی) -

نوادر اقبال یورپ میں : ڈاکٹر سعید اختر درانی - ناشر: اقبال اکادمی پاکستان ' شارع ایوان اقبال ' لاہور - صفحات: ۲۱۰ - قیمت: ۱۲۰ روپے -

ڈاکٹر سعید اختر درانی برمنگھم یونی ورسٹی کے شعبہ طبیعیات سے وابستہ ہیں - اس کے ساتھ وہ شعر و ادب خصوصاً اقبالیات کا عمدہ ذوق رکھتے ہیں اور شہابی اور قمری پتھروں پر سائنسی تحقیق کے ساتھ ساتھ ' علامہ اقبال پر ان کی ادبی تحقیق بھی جاری ہے - اس سلسلے میں ان کی پہلی کتاب "اقبال یورپ میں" ۱۹۸۵ میں چھپی تھی ' اب "نوادر اقبال ' یورپ میں" شائع ہوئی ہے -

اس کتاب میں ایک طرف ٹرنٹی کالج کیمبرج میں محفوظ ' اقبال فائل کے وہ مندرجات ہیں جو ان کے بی ' اے کی ڈگری کے حصول کے مراحل پر روشنی ڈالتے ہیں تو دوسری طرف اس کتاب میں میونخ یونی ورسٹی کے کلیہ فلسفہ میں محفوظ ' اقبال فائل کے ان قیمتی اندراجات کی تفصیل فراہم کی گئی ہے جو ان کی پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول سے متعلق ہیں -

اقبال کے سوانحی لوازمے میں یہ ایک قیمتی اور نادر اضافہ ہے جس سے ان کے تعلیمی مراحل کی بعض جہتوں کا پتا چلتا ہے - علاوہ ازیں اس کتاب میں ٹامس آرنلڈ کے نام اقبال کے دو خط بھی پہلی بار منظرعام پر لائے گئے ہیں - یہ ایسا نادر لوازمہ ہے جس کو ڈھونڈ نکالنے پر درانی صاحب بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں -

اس کتاب میں درانی صاحب نے کیمبرج یونی ورسٹی لائبریری میں موجود دو ایسی اہم دستاویزات کا بھی ذکر کیا ہے جو انھوں نے جولائی ۱۹۸۶ میں وہاں سے دریافت کیں - ان میں سے ایک تو "اسرار خودی" کے شائع شدہ انگریزی ترجمے کا وہ نسخہ ہے جس پر اقبال نے اپنے ہاتھ سے متعدد تصحیحات کر کے اسے مترجم "اسرار خودی" پروفیسر نکلسن کو فراہم کیا تھا ' دوسرا پروفیسر آربری کا "گلشن راز جدید" کا غیر مطبوعہ انگریزی ترجمہ - نکلسن کے "اسرار خودی" کے انگریزی ترجمے پر اقبال کی تصحیحات ' آربری نے ایڈٹ کر کے ۱۹۵۲ میں لاہور سے شائع کرا دی تھی - اس کتاب کا نام "Notes on Iqbal's Asrar-e-Khudi" تھا - یہ کتاب اس کے بعد لاہور ہی سے مزید دو

مرتبہ شائع ہو چکی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ کوئی اقبال شناس نکلسن کے انگریزی ترجمے اور اقبال کی تصحیحات کا تقابل کرے۔ یوں ایک عمدہ اور چشم کشا تقابلی مطالعہ وجود میں آ سکتا ہے جس سے اس بات کا بھی بخوبی اندازہ ہو سکے گا کہ بڑے بڑے نامور مستشرقین سے بھی مشرقی ادب خصوصاً شاعری کی تفہیم میں کیسی کیسی فاش اور مضحکہ خیز غلطیاں سرزد ہو سکتی ہیں۔ درانی صاحب اگر اقبال کی ان تصحیحات کے شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں تو اقبال کی اپنی دست نوشت کے عکس بھی اس کے ہمراہ شائع کریں۔

درانی صاحب کی یہ کتاب اقبالیاتی ادب میں بڑا عمدہ اضافہ ہے جس سے اقبال کے سوانح کے باب میں پھیلی ہوئی کئی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوتا ہے اور بہت سے نئے حقائق پہلی بار سامنے آتے ہیں۔ یہ وہ کام ہے جسے انگریزی میں labour of love کہا جاتا ہے۔ مصنف لائق مبارک باد ہیں کہ جو کام معروف و ممتاز اقبال شناسوں کے ہاتھوں انجام نہ پا سکا' وہ ایک ایسے شخص نے کر دکھایا جس کا بنیادی شعبہ' ادب نہیں' طبیعیات ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اعلیٰ سطح پر پہنچ کر ادب' سائنس اور تمام دیگر علوم کی حد بندیاں یوں بھی تحلیل ہو جاتی ہیں۔ اقبال پر درانی صاحب کے اس تحقیقی کارنامے کو دیکھ کر اس حقیقت کی تصدیق ہوتی ہے کہ: ؎

راہ مضمون تازہ بند نہیں تاقیامت کھلا ہے باب سخن!

کتاب میں موضوع سے متعلق بہت سی دستاویزات اور تصاویر بھی شامل ہیں۔ اقبال اکادمی نے کتاب اچھے معیار پر شائع کی ہے' مگر اس نوع کی کتاب میں اشاریہ شامل کرنا ضروری تھا (ڈاکٹر **تحسین فراقی**)۔

•

Pakistan Political Perspective' مدیر ایس اے سعود۔ ناشر انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز' نصر چیمبرز' بلاک ۱۹' مرکز ایف سیون' اسلام آباد۔ صفحات: ۷۰ یا کم و بیش۔ قیمت: پاکستان میں فی شمارہ ۴۰ روپے۔ سالانہ: ۴۰۰ روپے۔ بیرون ملک: ۴۰۰ ڈالر۔

انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز اسلام آباد' قومی و ملی زندگی کے مختلف شعبوں سے متعلق (کتابوں اور رسالوں کی صورت میں) معلوماتی' تجزیاتی اور تحقیقی رپورٹیں تیار کر کے ان کی اشاعت کا اہتمام کرتا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ کے تحت اشاعت پذیر ہونے والے رسائل میں ماہ نامہ "دینی صحافت"' ماہ نامہ "عالم اسلام اور عیسائیت"' دوماہی "وسطی ایشیا کے مسلمان" کے علاوہ زیر نظر انگریزی ماہ نامہ بھی شامل ہے جو جنوری ۹۴ سے پابندی سے شائع ہو رہا ہے۔

یہ مجلہ' ہر ماہ اپنے قارئین کے سامنے مختلف عنوانات کے تحت (ماہ گذشتہ کا) ہمہ جہتی قومی منظر نامہ پیش کرتا ہے۔ صدر پاکستان کی مصروفیات' خطابات' عدلیہ کی صورت حال' وزیر اعظم کے

دورے ' کابینہ کے فیصلے ' قومی اسمبلی اور سینٹ کی کارروائیاں ' ملک کی بڑی سیاسی پارٹیوں (پیپلز پارٹی ' مسلم لیگ ن ' جماعت اسلامی اور مہاجر قومی موومنٹ) کی پالیسیاں ' پروگرام اور ان کے نمایاں رہنماؤں کے بیانات ' اس کے علاوہ بعض اہم وقوعات (جیسے وزیراعظم کے بہت سے دوسرے عجیب و غریب فیصلوں کی طرح ایک ریٹائرڈ سی ایس پی ' ایس کے محمود کا بطور آڈیٹر جنرل تقرر--- پاک بھارت تجارت--- سندھ کی ایک پرائیویٹ جیل سے قیدیوں کی برآمدگی - ورلڈ بنک اور ہماری معیشت--- ملک کی تشویش ناک صورت حال پر دو سابق وزرائے خارجہ آغا شاہی اور عبدالستار ' دو سابق سربراہان فضائیہ ذوالفقار علی خان اور جمال اے خان اور ایک سابق سفیر ڈاکٹر ایم اے بھٹی کا مکتوب مفتوح بنام وزیراعظم وغیرہ) - مجلّے کی بعض رپورٹیں ایسے امور و مسائل سے متعلق ہوتی ہیں ' جو اخبارات میں واضح اور نمایاں ہوکر سامنے نہیں آتے اور یہ رپورٹیں محض صورت حال کی خبر دینے تک محدود نہیں ' ان کا انداز بیان معلوماتی ہونے کے ساتھ ساتھ تجزیاتی ہے - اس سے مختلف پارٹیوں اور گروہوں کے رویوں اور رجحانات اور وطن عزیز کی سیاسی ' معاشی اور امن و امان کی صورت حال کا اندازہ ہوتا ہے -

ہمارے ملک میں اس وقت اس نوع کا کوئی اور مجلّہ موجود نہیں ' اس اعتبار سے یہ ' خصوصاً انگریزی خواں طبقے کے لیے نہایت مفید خدمت انجام دے رہا ہے - اساتذہ اور طلبہ ' مقابلے کے امتحانوں اور جامعات کے اعلیٰ تعلیمی درجوں کے امیدواروں اور ایسے قارئین کے لیے ' جو کسی وجہ سے اخبارات و رسائل کا وسیع مطالعہ نہیں کر سکتے ' نیز پاکستانیات سے دلچسپی رکھنے والے بیرون ملک مقیم اصحاب اور سفارت خانوں کے لیے زیرنظر مجلّہ ایک بیش بہا دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے - یہ جن لوگوں کے لیے شائع کیا جاتا ہے ' وہ اسے ایک بار دیکھ اور پڑھ کر ' یقیناً اس کی افادیت کے قائل ہو جائیں گے - (ر - ہ) -

محمدؐ بحیثیت عسکری قائد ' از افضل الرحمن - مترجم: محمد ایوب منیر - ناشر: اسلامک پبلی کیشنز ' ۱۳- ای شاہ عالم مارکیٹ ' لاہور - صفحات: ۲۹۲ - قیمت: ۹۰ روپے -

جناب مصنف ' سیرت پاکؐ پر ۲۴ جلدوں میں ایک دائرہ معارف (encyclopaedia) مرتب کر رہے ہیں ' جس کی دس جلدیں تیار ہو چکی ہیں - زیرنظر کتاب اسی سلسلے کا ایک حصہ ہے ' جس میں آنحضورؐ کی ہمہ گیر اور جامع و ہمہ جہت شخصیت کے ایک پہلو--- میدان جہاد میں آپ کے حکیمانہ کارناموں ' بہ الفاظ دیگر آپؐ بطور عسکری قائد--- پر بحث کی گئی ہے -

زبان و بیان کے لحاظ سے ہی نہیں ' اپنے موضوعات ' لوازمے اور ترتیب ' ہر لحاظ سے یہ ایک عمدہ کتاب ہے جس کے لیے مصنف کی تعریف کی جانی چاہیے - انھوں نے غزوات کے احوال بیان

کرنے کے روایتی انداز سے ہٹ کر عسکری علم اور اصطلاحات کے حوالے سے قرآن پاک کی راہ نمائی میں سیرت پاکؐ کو بیان کیا ہے اور عسکری قائد کی حیثیت سے آپؐ کی تصویر پیش کی ہے۔

عنوان کتاب سے گمان گزرتا ہے کہ بدر و احد جیسے غزوات کا تفصیل سے بیان ہو گا۔ مگر نو ابواب کی اس کتاب میں صرف ایک باب (چہارم: ۳۲ صفحات) میں چھوٹے چھوٹے غزوات و سرایا کا ذکر ہے۔ دیگر ابواب میں جنگ کے بنیادی اصولوں، فوجی حکمت عملی، قیادت، یہودیوں کے بارے میں آپؐ کی پالیسی اور اسلام اور امن جیسے بنیادی اور اہم عنوانات پر سیرت اور قرآن کے حوالے سے بحث کی گئی ہے۔ ان مباحث سے ہمارے محبوب عسکری قائد کی شخصیت ابھر کر سامنے آتی ہے، مصنف کے الفاظ میں:

"جب ہم آنحضرتؐ کی شخصیت کا موازنہ تاریخ کے دوسرے ممتاز عسکری قائدین سے کرتے ہیں تو ہم آنحضرتؐ کو ان میں سب سے بہتر اور برتر پاتے ہیں۔ چاہے مہم کی منصوبہ بندی ہو، فوجی حکمت عملی ہو یا حکمت عملی پر عمل کرنے کی بات ہو، آپؐ نے بے مثال مستعدی سے اور نہایت موثر انداز میں ان مہمات کو انجام دیا۔ اگر عظمت کا معیار جنگ میں فتوحات سے لگایا جائے تب بھی آنحضرتؐ نے جتنی جنگیں لڑیں، ان میں کوئی جنگ نہیں ہاری۔ آپؐ نے مجموعی طور پر ۲۸ چھوٹی اور بڑی جنگیں لڑیں اور ان سب میں کامیاب ہوئے۔ پچاس مہمات آپؐ کے صحابہ کی سرکردگی میں روانہ کی گئیں اور ان سب میں بھی کامیابی حاصل ہوئی" (ص ۲۹۱)۔

بلاشبہ تاریخ انسانیت 'کوئی اور ایسا فوجی سالار پیش کرنے سے قاصر ہے جس نے اتنی مختصر مدت میں ایسی عظیم الشان فتوحات' (اتنے کم جانی ضیاع کے ساتھ) اور اتنی حیرت انگیز کامیابیاں حاصل کی ہوں اور کامیابیاں بھی ایسی کہ انھوں نے تاریخ کا دھارا بدل کر رکھ دیا۔

آج کل کی جہادی فضا میں، نوجوانوں کے لیے یہ ایک لائق مطالعہ کتاب ہے۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں اگر عسکری علوم کا کوئی مضمون شروع کیا جائے تو اس کے لیے یہ ایک مناسب درسی کتاب ہو گی۔ امید ہے اپنی نوعیت کی اس منفرد کتاب کو اہل علم و نظر میں خاطر خواہ قدر و منزلت اور پذیرائی حاصل ہو گی۔ کتاب اچھے معیار پر شائع کی گئی ہے (مسلم سجاد)۔

اسلام جدید دور میں، سلمان حسین خان، ناشر: اسلامک پبلی کیشنز، لاہور۔ صفحات: ۳۵۲۔ قیمت: ۹۶ روپے۔

یہ کتاب اسلامی جمعیت طلبہ کے سابق ناظم اعلیٰ جناب حسین خان کے فرزند سلمان حسین خان کے مختلف مضامین کا مجموعہ ہے، جن میں سے کچھ اخبارات میں بھی شائع ہو چکے ہیں۔ نوجوان مصنف نے ایسے موضوعات پر قلم اٹھایا ہے جو، ہر دور کے انسان کی دلچسپی اور ضرورت کے ہیں۔ قرآن اور

اس کا مقصد' اسلام کی تعلیم اور اخلاقیات وغیرہ۔ دراصل مصنف نے جدید ذہن کے شبہات اور دور جدید میں سامنے آنے والے چیلنج کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے۔

ہمارے خیال میں آنے والے دور میں فکر اسلامی کے سامنے سب سے بڑا سوال "وحی' عقل اور تجربہ کے تعلق اور حدود کار" کے بارے میں ہو گا۔ اس حوالے سے اس کتاب میں خاصی قابل قدر کوشش نظر آتی ہے' مثلاً "مذہب خلاف عقل واقعہ نہیں' بلکہ بذات خود ایک مابعد الطبیعی حقیقت ہے جو تمام طبعی حقائق کی انتہائی معقول توجیہات پیش کرتی ہے" (ص ۱۸)۔ مذہب عقلیات کے مقام کو تسلیم کرتا ہے لیکن وہ ان کی اس حیثیت کو ماننے پر تیار نہیں کہ وہ وحی الٰہی کی قائم مقام بن جائیں"۔ (ص ۲۱)۔ خدا نے انبیا بھی پیدا کیے جو عقل انسانی کی سائنٹی فک ترقیوں کو صحیح رخ کی طرف موڑ دیں (ص ۲۸)۔ وحی کے تجرباتی اثرات کے بارے میں "وحی کے ذریعے حاصل ہونے والے علم کو دیکھ کر عقل شہادت دے رہی ہے کہ (اس طرح) قوم و نسل کی تفریق کو بانٹا جا سکتا ہے" (ص ۲۶)۔

جدید علوم کے بارے میں مصنف تسلیم کرتے ہیں کہ انھوں نے "آج کے انسانوں کو معاملات زندگی کے بارے میں سائنٹی فک انداز میں سوچنا سکھایا ہے" (ص ۳۳)۔ مگر "انسان آپ اپنا خدا بننے کے زعم باطل میں (بھی) مبتلا ہو گیا ہے (ص ۶۳)۔ مصنف نے تحریکوں کے فکری معیار کی کمی کے موضوع پر بھی مفید خیالات ظاہر کیے ہیں۔ مثلاً "یہ سمجھنا کہ اسلاف کی تحریروں نے اسلام کو فکری اور عقلی طور پر ثابت کر دیا ہے اور بس' ہماری خام خیالی ہے" (ص ۱۶۱)۔

باب سوم "علمائے دین اور دور جدید کا چیلنج" میں مصنف اس بات پر زور دیتے ہیں کہ "آج علمائے دین کو جدید سائنسی علوم پر گہری دسترس و مہارت حاصل کرنا ہوگی۔ پھر تنقیدی نگاہوں سے ان کا مطالعہ کر کے مفید اجزا ان میں سے چھانٹنا ہوں گے"۔ یہ بات اصولاً تو بہت صحیح اور ضروری ہے۔ مگر علما کے لیے اس پر عمل کرنا اس وجہ سے مشکل ہو گا کہ علمائے کرام خود یہ جدید تعلیم یافتہ علوم جدیدہ کی تحصیل' جدید (اسلام پسند) تعلیم یافتہ طبقے کی تحریروں سے کریں گے' مگر یہ طبقہ' الا ماشاء اللہ' جدید سائنسی و سماجی علوم پر اتنی دسترس نہیں رکھتا جو تنقیدی نگاہوں سے ان علوم کا جائزہ لینے کے لیے ضروری ہے۔

مصنف اکثر مضامین کا خاتمہ علامہ اقبال کے کسی نہ کسی شعر پر کرتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی وہ قرآن و حدیث اور عصری اسلامی لٹریچر کا وسیع مطالعہ رکھتے ہیں۔ یہ متفرق مضامین کا مجموعہ ہے شاید اسی لیے اس میں منظم اور مربوط فکر کا فقدان محسوس ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ مناسب رموز و اوقاف (Punctuation) کی عدم موجودگی کے باعث قاری کو کچھ مشکل مقامات پر کتاب سمجھنے میں دشواری پیش آتی ہے (ڈاکٹر بلال مسعود)۔